حسینی اقدام کا پہلا قدم

قدمائے علماء و مؤرخین کے بیانات اور ان پر تبصرہ

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

جب یزید کا خط طلب بیعت کے متعلق ولید کے پاس پہنچا۔
شیخ مفید علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فانفذ الولید الی الحسینؑ فی اللیل فاستد عاہ فعرف الحسین الذی اراد فدعا جماعۃ من موالیہ فامرھم بحمل السلاح وقال لھم ان الولید قد استد عانی فی ھذا الوقت ولست امن ان یکلفنی فیہ امرا لا اجیب الیہ وھو غیر مأمون فکونوا معی فاذا دخلت الیہ فاجلسوا علی الباب فان سمعتم صوتی قد علا فادخلوا علیہ لتمنعوہ عنی۔

(ارشاد)

ولید نے امام حسینؑ کے پاس شب کے وقت ایک آدمی بھیجا اور آپ کو طلب کیا، حضرت نے سمجھ لیا کہ اس کا مقصد کیا ہے لہٰذا آپ نے اپنے مخصوصین کی ایک جماعت کو بلا کر فرمایا کہ وہ مسلح ہوجائیں، اور کہا کہ ولید نے اس وقت مجھے بلایا ہے، اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے کسی ایسے امر کی خواہش کرے گا جسے میں منظور نہیں کروں گا، اور وہ خطرہ سے خالی نہیں ہے، لہٰذا تم لوگ میرے ساتھ رہو اور جب میں اندر جاؤں تو تم دروازہ پر بیٹھنا اگر سننا کہ میری آواز بلند ہوئی تو تم میری حفاظت کے لئے اندر داخل ہوجانا۔

دینوری نے درمیان کے واقعات کی کچھ کڑیاں زیادہ تفصیل کے ساتھ بتائی ہیں وہ رقم طراز ہیں:۔

فلما ورد ذٰلک علی الولید قطع بہ وخاف الفتنۃ فبعث الیٰ مروان وکان الذی بینھما متبا عدا فاتاہ فاقرأہ الولید الکتاب واستشارہ فقال لہ مروان اما عبداللہ بن عمرو عبدالرحمٰن ابن ابی بکر فلا تخافن ناحیتھما فلیسا بطالبین شیئا من ھٰذا الامر ولکن علیک بالحسین بن علی وعبداللہ بن الزبیر فابعث الیھما الساعۃ فان بایعو الا فاضرب اعناقھما قبل ان یعلن الخبر فیثب کل واحد منھما ناحیۃ ویظھر الخلاف فقال الولید لعبد اللہ بن عمرو بن عثمان وکان حاضرا وھو حینئذ غلام حین راھق انطلق یا بنی الی الحسین بن علی و عبداللہ بن الزبیر فادعھما فانطلق الغلام حتی اتی المسجد فاذا ھو بھما جالسین فقال اجیبا الامیر فقالا للغلام انطلق فانا صائران الیہ علیٰ اثرک فانطلق الغلام فقال ابن الزبیر رضی اللہ عنہ للحسین علیہ السلام فیمتراہ بعث الینا فی ھٰذہ الساعۃ فقال الحسین احسب معاویۃ قدمات فبعث الینا للبیعۃ فقال ابن الزبیر ما اظن غیرہ وانصرف الیٰ مناز لھما فاما الحسینؑ فجمع نفرا من موالیہ و غلمانہ ثم مشی نحو دار الامارۃ وامر فتیانہ ان یجلسوا بالباب فان سمعوا صوتہ اقتحموا الدار۔

(الاخبار الطوال، ص ۲۲۸ و ۲۲۹)

جب یزید کا خط ولید کے پاس پہنچا تو وہ پریشان ہوگیا، اور اسے فتنہ و شورش کا اندیشہ ہوا لہٰذا مروان کو بلا بھیجا، حالانکہ ان دونوں کے تعلقات اس زمانہ میں کشیدہ تھے، مروان آیا تو ولید نے وہ خط دکھایا اور مشورہ چاہا۔ مروان نے کہا کہ عبداللہ بن عمر اور

عبدالرحمن بن ابوبکر کی طرف سے تمہیں کوئی اندیشہ نہ کرنا چاہئے۔ وہ اس منصب کے کسی حیثیت سے بھی طلبگار نہیں ہوں گے۔ مگر ہاں حسینؑ ابن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر کا تدارک تم پر لازم ہے۔ انھیں اسی وقت بلوا بھیجو، اور اگر بیعت کرلیں تو خیر، ورنہ ان دونوں کا سر قلم کردو، اس سے قبل کہ اس خبر کا اعلان ہو، اور ان میں سے ہر ایک ایک سمت کو جست وخیز کرنے لگے، اور اختلاف ظاہر کرے۔ یہ سن کر ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے جو اس وقت موجود تھا اور وہ ابھی کم سن نوجوانی کے حدود سے قریب تھا کہا کہ بیٹا تم حسینؑ ابن علیؑ اور عبداللہ ابن زبیر کے پاس جاؤ اور انھیں بلالاؤ۔ وہ لڑکا روانہ ہوا یہاں تک کہ مسجد میں پہنچا۔ دیکھا کہ وہ دونوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا۔ امیر نے آپ کو بلایا ہے، دونوں نے کہا کہ تم چلو۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ وہ لڑکا چلا گیا۔ ابن زبیر نے امام حسینؑ سے پوچھا۔ آپ کا کیا خیال ہے ہمیں اس وقت کیوں بلایا گیا ہے، حضرت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ معاویہ کا انتقال ہوگیا ہے، اور ہمیں بیعت کے لئے بلایا گیا ہے، ابن زبیر نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے، اور دونوں اپنے اپنے مکان کی طرف واپس گئے۔ امام حسینؑ نے اپنے عزیزوں اور غلاموں کی ایک جماعت کو جمع کیا پھر دارالحکومت کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ دروازہ پر بیٹھیں، اور جب آپ کی آواز سنیں تو مکان میں داخل ہوجائیں۔

طبری نے بھی یہ واقعات اتنی ہی بلکہ کچھ اور زیادہ تفصیل سے بیان کئے ہیں:

لما اتاہ نعی معاویة فظع بہ و کبر علیہ فبعث الیٰ مروان بن الحکم فدعاہ الیہ و کان الولید یوم قدم المدینة قدمہا مروان متکارہا فلما رایٔ ذالک الولید منہ شتمہٗ عند جلسائہ فبلغ ذٰلک مروان فحبس عنہ وصرمہ فلم یزل کذلک حتی جاء نعی معاویة الی الولید فلما عظم علی الولید ہلاک معاویة وما امر بہ من اخذ ہؤلاء والوھط بالبیعة فزع عند ذٰلک الیٰ مروان و دعاہ فلما قرأ علیہ کتاب یزید استرجع و ترحم علیہ و استشارہ الولید فی الامر وقال کیف تریٰ ان تصنع قال فانی اریٰ ان تبعث الساعة الیٰ ہؤلاء النفر فتدعوہم الیٰ البیعة والدخول فی الطاعة فان فعلوا قبلت منہم و کففت عنہم وان ابوا قدمتہم فضربت اعناقہم قبل ان یعلموا بموت معاویة فانہم ان علموا بموت معاویة وثب کل امرئ منہم فی جانب واظہر الخلافة والطمانینة ودعا الیٰ نفسہ الا ادری اما ابن عمر فانی لا اراہ یزید القتال ولا یحب انہ یولیٰ امر الناس الا ان یدفع الیہ ہذا الامر عفوا فارسل عبداللّٰہ بن عمرو بن عثمان وھو اذ ذاک غلام حدث الیہما لیدعوہما فوجدہما فی المسجد وہما جالسان فاتاہما فی ساعة لم یکن الولید یجلس فیہا للناس ولا یاتیانہ فی مثلہا فقال اجیبا الامیر یدعوکما فقالا لہ انصرف الان ناتیہ ثم اقبل احدہما علی الاخر فقال عبداللّٰہ بن زبیر للحسین ظن فیما تراہ بعث الینا فی ہذہ الساعة التی لم یکن یجلس فیہا فقال حسین قد ظننت ادری طاغیتہم قد ہلک فبعث الینا لیاخذنا بالبیعة قبل ان یفشو فی الناس الخبر فقال وانا ما اظن غیرہ قال فما ترید ان تصنع قال اجمع فتیانی الساعة ثم امشی الیہ فاذا دخلت الباب علیہ قال فانی اخافہ علیک اذا دخلت قال لا آتیہ الا وانا علی الامتناع قادر فقام فجمع الیہ موالیہ واہل بیتہ ثم اقبل یمشی حتی انتہی الی باب الولید و قال لا صحابہ انّی داخل فان دعوتکم او سمعتم صوتہ قد علا فاقتحموا علی باجمعکم ولا فلا تبرحوا حتی اخرج الیکم۔

(الطبری، جلد ٦ صفحہ ١٨٩)

جب معاویہ کے انتقال کی خبر ولید کے پاس پہونچی تو وہ گھبرا

گیا اور اسے اس کی بڑی اہمیت محسوس ہوئی، اور اس نے مروان ابن حکم کے پاس آدمی بھیجا، اور اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی، حالانکہ ولید جب مدینہ کا حاکم ہوکر آیا ہے تو مروان نے اس پر ناگواری محسوس کی تھی، اور ولید نے اس کی بے رخی دیکھ کر اسے اپنے دربار میں کچھ برا بھلا کہا تھا۔ یہ خبر مروان کو پہنچی تو وہ اس سے کھنچ گیا، اور آمدورفت ترک کردی۔ یہ حالت یونہی قائم رہی۔ اس موقع تک کہ جب معاویہ کی خبر پہنچی، تو چونکہ معاویہ کے مرنے اور پھر ان لوگوں سے جن کے نام لکھے گئے تھے، بیعت لینے کے مسئلہ کی اہمیت ولید نے بہت محسوس کی تھی، اس لئے مجبوراً مروان کو بلایا، ولید نے اسے یزید کا خط پڑھ کر سنایا، تو اس نے کلمۂ استرجاع زبان پر جاری کیا، اور دعائے مغفرت کی، اس کے بعد ولید نے اصل معاملہ میں مشورہ چاہا اور کہا کہ تمہاری رائے میں ہمیں کیا صورت اختیار کرنا چاہئے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت تم ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجو اور انھیں بیعت کرنے اور حلقۂ اطاعت میں داخل ہونے کی دعوت دو، اگر وہ ایسا کریں تو خیر، ان سے پھر تعرض نہ کرو، لیکن اگر انکار کریں، تو معاویہ کے انتقال کی خبر ہونے سے پہلے ہی ان کی گردنیں ماردو اس لئے کہ اگر ان کو معاویہ کے انتقال کی خبر ہوگئی، تو ہر ایک ایک طرف جست کرکے کھڑا ہوجائے گا، اور اختلاف کا اعلان کردے گا، اور لوگوں کو اپنی طرف بلانا شروع کردے گا، پھر کیا جانئے کیا نتیجہ ہو۔ بس ابن عمر کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ نہ کریں گے، اور نہ خود سے حکومت حاصل کرنے کا ارادہ کریں گے، ہاں مگر یہ کہ وہ ان کے سرخواہ مخواہ منڈھ دی جائے اس گفتگو کے بعد عبداللہ بن عمر بن عثمان کو جو ایک کمسن لڑکا تھا ان دونوں کے پاس بلانے کے لئے بھیجا گیا اس نے دیکھا کہ دونوں مسجد میں بیٹھے ہیں، اور بلانے ایسے وقت آیا تھا، جس وقت عموماً ولید لوگوں سے ملاقات کے لئے نہیں بیٹھتا تھا اور نہ لوگ ایسے وقت ملاقات کے لئے جاتے تھے، اس نے کہا امیر نے آپ دونوں کو بلوایا ہے دونوں نے جواب دیا کہ جاؤ ہم ابھی آتے ہیں، پھر ایک نے دوسرے کی طرف رخ کیا اور عبداللہ بن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے، ہم کو ایسے بے وقت کیوں بلایا گیا ہے، امام نے فرمایا، میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کا ستمگار حاکم ہلاک ہوگیا اور ہم کو اس لئے بلایا گیا ہے کہ خبر پھیلنے کے پہلے ہم سے بیعت حاصل کرلی جائے، انھوں نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے اب آپ کا کیا ارادہ ہے، فرمایا کہ میں ابھی اپنے خاندان کے جوانوں کو یکجا کرتا ہوں اور پھر ولید کے پاس جاؤں گا۔ جب دروازہ پر پہنچوں گا تو انھیں وہاں ٹھہرادوں گا اور پھر خود اندر داخل ہوں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ وہاں جائیں گے تو مجھے آپ کے متعلق خطرہ ہے۔ حضرت نے فرمایا میں جارہا ہوں تو اسی وقت کہ جب اپنے تحفظ پر قدرت رکھتا ہوں، پھر حضرت اسی صورت سے تشریف لے گئے، یہاں تک کہ ولید کے دروازے تک پہنچے، اور اپنے ساتھ والوں سے فرمایا کہ میں اندر جاتا ہوں، جب میں تمہیں پکاروں، یا تم ولید کی آواز کو سنو کہ بلند ہوگئی، تو سب کے سب اندر داخل ہوجانا، اور نہیں تو جب تک میں باہر نہ آؤں تم یہاں سے حرکت نہ کرنا۔

مذکورہ بیانات پر جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ متفق علیہ ایک واقعہ ہے جو ان سب کے پیشِ نظر ہے، ان میں آپس میں اختلاف کوئی بھی نہیں ہے۔ بس بیان کرنے میں کسی نے اختصار سے کام لیا ہے اور کسی نے تفصیل سے، سب سے زیادہ اختصار شیخ مفید رحمہ اللہ نے کیا ہے، مگر ایک بات کی تصریح ان کے یہاں زیادہ ہے، جو کسی دوسرے کے یہاں نہیں ہے، وہ یہ کہ ولید نے امامؑ کے پاس آدمی رات کے وقت بھیجا۔ دینوری اور طبری کسی کے یہاں رات کی تصریح نہیں ہے، مگر یہ ہے کہ وہ وقت ایسا تھا جس میں عموماً ولید سے ملاقات نہ ہوتی تھی۔ طبری نے کہا ہے، نہ ولید اس وقت کسی کو بلاتا تھا، نہ کوئی اس وقت اس کے پاس جاتا تھا۔ اب یا تو اسی سے یہ تصور پیدا ہوا ہو کہ وہ رات کا وقت تھا یا شیخ مفید

رحمہ اللہ کے پیش نظر کسی ایسے راوی کا بیان ہو جس نے رات ہونے کی تصریح کی ہو۔

ولید اور مروان کی باہمی نزاع کا اجمالی تذکرہ دینوری اور طبری نے کیا ہے، مگر طبری نے اس نزاع کا ابتدائی سبب بھی بیان کر دیا ہے، جو بالکل قرین قیاس ہے، اس نزاع کے باوجود ولید کا مروان کو مشورہ کے لئے بلانا، انتہائی اضطراب ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے، اور اس سے ظاہر ہے کہ یزید کا خط ولید کے لئے بڑی پریشانی کا باعث بن گیا تھا، اور بالخصوص ان افراد سے بیعت کا مطالبہ جن کے نام اس خط میں درج تھے اور پھر اس سلسلہ میں جو کچھ اسے ہدایت کی گئی تھی وہ اسے اپنی طاقت سے باہر چیز سمجھ رہا تھا، جب ہی اسے اتنی تشویش لاحق ہوئی اور اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا، سوا اس کے کہ وہ مروان سے مشورہ لے، اس لئے بھی کہ مروان کافی جہاندیدہ آدمی ہے، اور اس لئے بھی کہ جو کچھ میں طرز عمل اختیار کروں، اور اس کا جو نتیجہ ہو اس کی ذمہ داری میں مروان بھی شریک ہو جائے۔ کیونکہ یہ میرا بدخواہ تو ہے ہی، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میری نسبت حکومت وقت کے اس تعمیل حکم میں کوتاہی کا کوئی الزام عائد کر سکے، اور چونکہ یزید خود ایک الھڑ، جوشیلا، اور بے خود و سرمست شخص تھا، لہٰذا ولید کو شاید یہ توقع بھی ہو کہ مروان اپنی تجربہ کاری کی بدولت کسی ایسے اقدام کا مشورہ نہ دے گا، جو حالات کی پیچیدگی میں اضافہ کرے، اور نتیجہ میں حکومت اموی کے لئے مضر ثابت ہو، اس کے ساتھ ممکن ہے صحابی رسولؐ ہونے کے تخیل میں اسے مروان کی نسبت یہ خوش گمانی بھی ہو، کہ اس کے دل میں اتنا خوفِ خدا ہوگا کہ وہ مجھ کو کوئی ایسا مشورہ نہ دے گا جو بدیہی طور پر غضب الٰہی میں گرفتار بنانے کا باعث ہو، مگر افسوس ہے کہ اس کے یہ توقعات پورے نہیں ہوئے، مروان نے اسے ایسا مشورہ دیا، جو اموی خاندان کی فرد ہونے کے باوجود اسے ناقابل عمل محسوس ہوا، اور اس پر عمل نہ کرنے کی بنا پر مروان نے بالآخر خود یا کسی اور ہوا خواہ کے ذریعہ سے اس کی شکایت مرکز تک پہنچائی اور اس کے نتیجہ میں اسے مدینہ کی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا۔

مروان کا یہ مشورہ دینا کہ اگر یہ دونوں بیعت نہ کریں، تو فوراً ان کا سر قلم کر دو۔ اس کی دلیل ہے کہ یزید نے مطالبہ بیعت کے ساتھ پہلے ہی خط میں ولید کو امام حسینؑ کے خلاف ہر متشدد اقدام یہاں تک کہ قتل کا حکم دے دیا تھا، ورنہ مروان کو یہ مشورہ دینے کی ہرگز جرأت نہ ہوتی اور اگر وہ ایسی حماقت سے کام لیتا بھی تو ولید اس کے جواب میں کہتا کہ یہ تم مجھے کیسا مشورہ دے رہے ہو۔ مجھے تو صرف سوال بیعت پیش کرنے، اور اس پر اصرار کرنے کی ہدایت ہے، میرے اصرار کے بعد جو جواب مجھے ملے اس کی اطلاع مجھے مرکز میں بھیجنا چاہئے۔ اور پھر وہاں سے جو ہدایت ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ میں بطور خود اتنا بڑا قدم کیونکر اٹھا سکتا ہوں کہ فرزند رسولؐ کا سر قلم کر دوں، مگر ولید نے مروان کے جواب میں یہ قانونی عذر پیش نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے اس خونریزی میں یزید کی طرف سے کسی عتاب کا اندیشہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ خود خوفِ خدا سے اپنے کو اس سے قاصر محسوس کر رہا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اسے حکومت مدینہ سے برطرف ہونا پڑا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مروان کے مشورہ پر عمل کرتا تو معتوب نہ ہوتا، لیکن اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اسے معتوب ہونا پڑا۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کی بالکل رد ہو جاتی ہے جو ایسا گمان کرتے ہیں، یا سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یزید بذاتِ خود امام حسینؑ کے قتل کا خواہاں نہ تھا، اور یہ ابن زیاد کا بطور خود ایک اقدام تھا، جس کے متعلق یزید کی کوئی ہدایت موجود نہ تھی۔

ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ شروع سے یزید نے طے کر لیا تھا کہ بیعت نہ کرنے کی صورت میں، امام حسینؑ کی زندگی کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ جس کی تعمیل ولید نہ کر سکا۔ اس لئے معتوب ہوا۔ اور ابن زیاد نے اس کی تعمیل کر دی، اور اس لئے اس کے رسوخ اور اثر میں اس کے بعد اضافہ ہو گیا۔

❁❁❁